حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

سید محمد ذوالکفل بخاری۔

کتاب — علامہ اقبالؒ اور مولانا محمد علیؒ

مؤلف — ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری O ضخامت۔ ۱۳۸ صفحات O قیمت۔ درج نہیں

ناشر — مکتبہ شاہد ۹/۱ علی گڑھ کالونی۔ کراچی ۷۵۸۰۰

برعظیم ہندوپاک کے دورِ غلامی میں صحافت کے میدان میں چار شخصیتیں ایسی ابھریں کہ انہیں ہم صحافت کے "ائمہ اربعہ" کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ تھے ابوالکلام آزاد، حسرت موہانی، ظفر علی خاں اور محمد علی جوہر! جہادِ آزادی میں یہ چاروں بزرگ پیش پیش تھے۔ اپنے اپنے انداز میں اور اپنے اپنے اسلوب میں! ان حضرات کی شخصیتوں کے مطالعے سے جہاں حریتِ فکر و عمل کا درس ملتا ہے وہیں ضمناً بعض دلچسپ حقائق بھی سامنے آتے ہیں۔ مثلاً ظفر علی خاں کے طنز و مزاح اور ہجو و مذمت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایسے خوش قسمت افراد کی تعداد بہت کم ہے جو ہمیشہ ظفر علی خاں کی مدح و ستائش کے مستحق رہے ہوں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ محمد علی جوہر کا بھی ہے۔ بہادر، بے باک اور مخلص۔ مگر جوشیلے، جذباتی اور متلون مزاج! اب یہی اقتباس دیکھئے، علامہ اقبال کا تذکرہ فرمارہے ہیں:

"ڈاکٹر محمد اقبال صاحب خوب شعر کہا کرتے تھے اور غالب کی طرح یہ کہہ کر کہ:

فکرِ دنیا میں سر کھپاتا ہوں
میں کہاں اور یہ وبال کہاں

عدالتوں میں جا کر خاصی وکالت بھی کر لیا کرتے تھے۔ اور جو وقت بچتا تھا اس میں اسلامیہ کالج اور پنجاب یونیورسٹی کی خدمت کر لیا کرتے تھے۔ اب نہ معلوم کیوں انہیں سوجھی کہ کونسل کو چلئے اور وہ پنجاب کی جمہور سے رائیں حاصل کرنے کے لئے در بدر پھرے اور اپنے مدِمقابل کو بالآخر ہرا کر، ملک معظم اور ان کے ورثاء کی وفاداری کا حلف اٹھا کر پنجاب کونسل میں شریک ہوئے۔ ہمیں اسی کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی خدا نے جس شخص کو "شمع و شاعر" اور "اسرار" و "رموز" لکھنے کی عجیب و غریب قدرت عطاء فرمائی تھی وہ کہاں چودھری شہاب الدین کی زیرِ صدارت پنجاب کونسل میں بکواس کرنے جارہا ہے"۔

یہ تو محض "مشتے نمونہ از خروارے" ہے۔ جوہر مرحوم نے علامہ اقبال کی شخصیت اور شاعری پر اسی انداز کے طویل تبصرے اور تنقیدیں اپنے روزنامہ "ہمدرد" (دہلی) میں ۱۹۲۷ء میں چھاپنے کا خاص اہتمام فرمایا تھا۔ "اقبالیات" کے عظیم الشان ذخیرے میں اس "عظیم الشان اضافے" کو اول اول ایک بہت بڑے اور بہت مشہور انقلابی صاحبِ قلم نے کتابی صورت میں محفوظ کیا تھا۔ لیکن انہوں نے بہت سے سخت جملے اور بہت سے اصحاب

کے نام از خود حذف فرما دیئے جس کا کہ انہیں کوئی حق نہیں تھا۔

زیر نظر کتاب میں جناب ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری مدظلہ نے محمد علی جوہر کی ان پانچ تحریرات کو نہ صرف من و عن محفوظ کر دیا ہے بلکہ ان سے متعلق ضروری اشارات اور حوالہ جات بھی فراہم کئے ہیں۔ ہمارے سامنے کتاب کا دوسرا (اور تازہ) ایڈیشن ہے۔ جسے دیکھ کر ہمارا تاثر تو یہ ہے کہ اس تالیف کو محمد علی جوہر کے طرزِ فکر، طرزِ احساس اور طرزِ اظہار کا ایک اچھا نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کی چیختی چنگھاڑتی، ڈانٹتی ڈپٹتی، للکارتی جھنجھوڑتی اور فراٹے بھرتی اردو نثر، تراکیب و اشعار سے "مسلح" نثر یقیناً اپنا ایک منفرد رنگ لئے ہوئے ہے۔

نفاذِ اسلام سے فرار کیوں؟

"جو لوگ اسلام کے نظامِ حکومت سے دامن کشاں ہیں اور اقتدار نشین ہو کر اسلامی نظام کے قیام سے فرار اختیار کرتے ہیں اور عوام کو اپنی ذہنیت کی اصلاح کے لئے کہتے ہیں وہ دراصل اسلام پر الزام دھرتے ہیں اور خود اسلام سے تہی داماں ہیں۔ جب سب کچھ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے تو پھر جس نام سے یہ طاقت حاصل کی گئی ہے اس سے یہ انحراف کیوں برتا جا رہا ہے۔؟

اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے۔ وہ ایک ایسا نظام ہے جو ازاول تا آخر اور تا بہ قیامِ قیامت ہر انسانی گروہ اور ہر انسانی جماعت کی خوش حالی اور برتری کا ضامن ہے۔ وہ بنیادی سعادتوں اور دنیوی خوش نصیبوں کا توشہ ہے اور ہم اس پر چل کر اپنے لئے، بنی نوع انسان کے لئے اور معاشرۂ انسانی کے لئے صحت مند مستقبل تیار کر سکتے ہیں۔

مسلمان اور موت کا خوف یک جا نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ قرآنی نظامِ زندگی کو مشتبہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کی بینائی سلب ہو چکی ہے۔ اور وہ اپنی نفسی کوتاہیوں کو اسلام کی کوتاہیوں سے تعبیر کرتے ہیں۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

صوبائی احرار کانفرنس (لائل پور) فیصل آباد

۳۰ مئی۔ ۴۸ء